حالاتِ بنارس

مع تذکرۂ قاسم سلیمانی

از

احمد القادری مصباحی

نظرثانی واضافہ

از

حضرت مولانا محمد عبدالمبین صاحب نعمانی
دارالعلوم قادریہ چریاکوٹ

زیر اہتمام
اسلامی اکیڈمی بنارس، انڈیا

شائع کردہ مکتبہ غوثیہ، بجرڈیہہ، بنارس

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

پیش لفظ

رفیق گرامی حضرت مولانا احمد القادری اعظمی، بانی اسلامک اکیڈمی امریکہ، وسابق پرنسپل مدرسہ عربیہ مدینۃ العلوم بنارس کی ایک گراں قدر معلومات افزا تالیف "حالاتِ بنارس" ہے۔ جس میں آپ نے آسان زبان و بیان میں بنارس میں اسلام کی آمد، بنارس کے متعدد نام اوران کی وجہ تسمیہ، بزرگانِ دین کے احوال وتاریخی مقامات پرروشنی ڈالی ہے۔ اس کتاب کا مطالعہ شہر بنارس سے تعلق رکھنے والے اشخاص کے لیے زیادہ نفع بخش ہوگا۔ راقم السطور کی جانب سے حصول فیض اور کتاب کے قبولِ عوام وخواص ہونے کی خاطر اہل بنارس کی مرجع عقیدت ذات حضرت بابا قاسم سلیمانی رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ آخر کتاب میں شامل کردیا گیا جن کی آخری آرام گاہ بنارس سے چند کیلومیٹر کے فاصلے پر چنار شریف کی وہ خوش نصیب سرزمین ہے جہاں ہرسال ہزاروں خوش عقیدہ مسلمان ۱۷، ۱۸، ۱۹؍ جمادی الاولیٰ میں عرس سلیمانی کے موقع پر حاضری دیتے ہیں اور جائز مرادوں کی تحصیل کے لیے دعائیں اورالتجائیں کرتے ہیں بالخصوص بنارس کے مسلمان بھی ایک بڑی تعداد میں حاضر ہوتے ہیں اورحسب حیثیت اپنی نذرِ عقیدت، فاتحہ ونیاز، گل پوشی وچادر پوشی وغیرہ کی صورت میں پیش کرتے ہیں۔ بارگاہ سلیمانی کے توسط سے حل مشکلات وحصول کامیابی وغیرہ کی دعائیں کرتے ہیں اورحسبِ عقیدت فیوض سلیمانی سے بہرہ وَر ہوتے ہیں۔ "حالات بنارس" میں بابا قاسم سلیمانی رحمۃ اللہ کا تذکرہ اسی مناسبت سے کردیا گیا۔ بارگاہ سلیمانی میں استدعا ہے کہ یہ اشاعتی خدمت قبول ہوکر مفید عوام وخواص ہوجائے اورمیرا یہ اشاعتی ادارہ مکتبہ غوثیہ بجرڈیہہ، بنارس اوراسلامی اکیڈمی جس کے مالی تعاون سے یہ کتاب دوبارہ شائع ہورہی ہے نیز دیگر سنی اشاعتی اداروں کو پائدار دینی خدمت کرنے کی توفیق رفیق ہو۔ آمین بجاہ سید المرسلین!

سید محمد فاروق رضوی

خادم تدریس وافتا- جامعہ حنفیہ بجرڈیہ، بنارس

متولی مدرسہ حسامیہ رضویہ، رسول پور قاضی، کوشامبی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم ۔ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡم

حالات بنارس

بنارس صوبہ اتر پردیش کا ایک مشہور صنعتی اور قدیم شہر ہے اس کا طولُ البلد ۸۳/درجہ،۱/دقیقہ اور عرض البلد ۲۵/ درجہ، ۱۹/دقیقہ ہے۔

اس کے آباد ہونے کی صحیح تاریخ نہیں بتائی جاسکتی البتہ سارے مؤرخین کا اس پر اتفاق ہے کہ دنیا کی قدیم ترین آبادیوں میں سے ایک بنارس بھی ہے۔

بعض مؤرخین نے اس کی آبادی کی نسبت حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے کی جانب کی ہے۔ یہ ممکن بھی ہے، کیوں کہ حضرت آدم علیہ السلام خلیفۂ ارض بن کر زمینِ ہند پر تشریف لائے اور سراندیپ میں قیام فرمایا تھا، تو یہ ہوسکتا ہے کہ اولاً ان کی اولاد ہند ہی میں پھیلی ہو اور ہندوستان دنیا میں سب سے پہلا ملک اور اس کے قدیم ترین شہروں میں سے ایک بنارس بھی ہو۔

کاشی کھند اور ہندوؤں کی دوسری دھارمک کتابوں میں اس کو متبرک بتایا گیا ہے اور اس سلسلے میں زمین وآسمان کے قلابے ملائے گئے ہیں۔ لیکن اس میں بنارس کی کوئی تاریخ نہیں لکھی ہے۔

تاریخِ بنارس میں سب سے مستند تاریخ ”صنم کدۂ بنارس“ ہے۔ تاریخ فرشتہ (فارسی) میں بھی کچھ تذکرہ ہے۔ ان دونوں تاریخوں میں ہزاروں سال قبلِ مسیح کی قدیم آبادیوں میں بنارس کو شمار کیا ہے۔

بنارس کے چند نام

[۱] کاشی: بنارس کا قدیم نام کاشی ہے۔ یہ سنسکرت لفظ کاش سے بنا ہے جس کے معنی درخشاں اور روشن کے ہیں۔ ہنود کے عقیدہ میں کاشی سچی معرفت حاصل کرنے کی جگہ ہے جیسا کہ ان کے وَیدوں میں ہے۔

کاشی نام پڑنے کی دوسری وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ راجہ دیوداس کے خاندان میں کاش نام کا ایک راجہ ہوا تھا جس نے اس مقام کو بڑی ترقی دی اس لیے اس کے نام پر مشہور ہوگیا۔

[۲] بارانسی یا بنارس: دریائے گنگا کے کنارے برنا ندی کے سنگم اور اسی گھاٹ کے درمیان واقع ہے اس وجہ سے اس کا نام برنا اسی سے بارانسی ہوا پھر بگڑ کر بنارس ہوگیا۔

[۳] ایک زمانہ میں اس کا نام محمد آباد بھی رہا ہے جیسا کہ شاہی فرامین اور قدیم دستاویزوں میں اب بھی ملتا ہے۔

[۴] وارانسی: اب موجودہ حکومت نے قدامت کی طرف پلٹتے ہوئے دوبارہ بارانسی رکھ دیا جو ہندی تلفظ میں وارانسی کہلاتا ہے۔

ہند میں اسلام

ہندوستان میں اسلام حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانۂ مبارکہ ہی میں آچکا تھا۔ اس وقت یہاں اسلام پہنچنے کا ایک بڑا سبب، معجزۂ شق القمر کا ظہور تھا ہندوستان کے راجاؤں کے تذکرے میں اس کا ذکر ملتا ہے۔

تاریخ فرشتہ میں ہے کہ ہندوستان میں مہاراجہ ملیبار کے اسلام لانے کا سبب یہی چاند کے دوٹکرے ہونے کا معجزہ تھا۔ انھوں نے معجزۂ شق القمر کی رات اپنے محل سے چاند کے دوٹکڑے دیکھے۔ تحقیق کے بعد نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مبعوث ہونے کی خبر اور اس رات کے معجزے کی تفصیل معلوم ہوئی اور انھوں نے اسلام قبول کرلیا۔

علم توقیت سے پتا چلتا ہے کہ اس وقت ہندوستان میں رات کے ۱۲ ربج کر ۵۰ رمنٹ ہورہے تھے۔

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانے میں فاتحانہ طور سے ہند کی سرحد میں مسلمان داخل ہوگئے تھے۔ آج سے ۱۳۱۴ رسال قبل ۹۲ھ میں محمد بن قاسم کی سپہ سالاری میں ہندوستان کا ایک بہت بڑا حصہ فتح ہوکر خلافتِ اسلامیہ میں شامل ہوگیا تھا۔ اس کے بعد تو اولیاے کرام و نیک دل انصاف پرور مسلم بادشاہوں نے ہندوستان کے چپہ چپہ پر رشد و ہدایت اور عدل وانصاف کی کرن بکھیر دیں اور وہ ہندوستان جو جہالت وگمراہی، چھوت چھاتا اور ظلم وستم کے پنجوں میں کسا ہوا تھا، ہندوستان کی قدیم رعایا دسیون (اچھوت) پر برہمنوں اور راج پوت راجاؤں کی طرف سے جو مظالم کے پہاڑ توڑے جارہے تھے انھیں پاش پاش کردیا۔ صدیوں کے بعد ہند کے قدیم باشندوں نے چین وسکون کا سانس لیا اور مسلمانوں کی آمد کو اپنے لیے غیبی تائید سمجھا۔ ہزار سال سے زائد عرصہ تک مسلم بادشاہوں کے زیر سایہ خوش وخرم اور چین وسکون کی زندگی گزارتے رہے۔ اس بیچ کبھی بھی عوام کی طرف سے مسلمان بادشاہوں کے خلاف صدائے احتجاج بلند نہیں ہوئی بلکہ وہ مسلمان بادشاہوں کی حکومت برقرار رکھنے ہی کی ہمیشہ کوشش کرتے رہے حتی کہ ۱۸۵۷ء میں ظالم انگریزوں کے خلاف مسلمانوں کے دوش بدوش ہندوؤں نے بھی جان توڑ کوشش کی اور بہادر شاہ ظفر کی حکومت میں ہی اپنی خیر جانی۔

بنارس میں اسلام

تاریخی حیثیت سے صنم کدۂ بنارس میں مسلمانوں کا سب سے پہلا قافلہ حضرت سید سالار مسعود غازی علیہ الرحمہ (متوفی ۴۲۴ھ) کے رفقا کا اترا، اور جہاد کے بعد ان کا یہ قافلہ یہیں قیام پذیر ہوگیا اس طرح بنارس میں پہلی مسلم نوآبادی قائم ہوگئی۔ اس سے قبل بنارس میں مسلمانوں کی آمد کا کوئی حال اب تک دست یاب نہ ہوسکا۔ [1]

چوں کہ بنارس ہندوستان کا قدیم مذہبی شہر تھا، اس لیے مسلم بادشاہوں نے بھی اس شہر اور اس کے باشندوں پر زیادہ توجہ دی اور انھیں آرام پہنچانے کی ہر ممکن سعی کی یہی وجہ ہے کہ بنارس کی مساجد کے علاوہ قدیم مندروں پر بھی بعض بادشاہوں کی بخشی ہوئی جائدادوں کے فرامین اب تک ان کے متولیوں کے پاس موجود ہیں۔ رام مندر اور دھرہرا گھاٹ پر بخشی ہوئی جائدادوں کے فرامین اب تک موجود ہیں۔

علماے کرام اور اولیاے عظام نے بھی بنارس پر خصوصی توجہ صرف کی اور اطراف عالم سے اہل بنارس کی رشد وہدایت کے لیے یہاں تشریف لائے ہزاروں انسانوں کو ضلالت وگمراہی کے عمیق گڑھوں سے نکال کر رشد وہدایت کی عظیم بلندیوں پر

پہنچادیا ان میں اکثر اولیاے کرام جو ہزار سال پہلے بنارس میں تشریف لائے تھے ابھی تک یہاں سے واپس نہیں گئے۔ اور اپنی قبروں سے فیوض و برکات تقسیم فرمارہے ہیں۔

چند مشاہیر بزرگان دین

[۱] حضرت ملک افضل علوی علیہ الرحمہ سید سالار مسعود غازی علیہ الرحمہ (متوفی ۴۲۴ھ) کے خادم خاص ہیں۔علوی پورہ آپ ہی کے نام سے موسوم ہے۔سالار پورہ میں علوی شہید کے نام سے آپ کا مقبرہ مشہور ہے۔

[۲] حضرت فخر الدین شہید علوی علیہ الرحمہ حضرت ملک افضل علوی کی فوج کے ایک عہدیدار تھے آپ کا روضہ مسجد سالار پورہ میں زیارت گاہِ خلائق ہے۔ہر سال ۱۴ر جمادی الاولیٰ کو عرس ہوتا ہے۔

[۳] حضرت ملک محمد باقر علیہ الرحمہ آپ کے نام سے سالار پورہ میں ایک محلہ باقر کنڈ (بکریا کنڈ) ہے، وہیں آپ کا روضہ مبارک ہے۔حضرت مسعود غازی علیہ الرحمہ آپ کی بڑی تعظیم کرتے تھے۔کہا جاتا ہے کہ راجہ بنارس کا قلعہ آپ ہی کی دعاؤں سے فتح ہوا تھا۔

[۴] حضرت خواجہ نعیم احمد کابلی علیہ الرحمہ حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ (متوفی ۶۳۳ھ) کے خلیفۂ خاص تھے۔بنارس میں ۳۱رسال رشد و ہدایت کا کام انجام دے کر ۵ر محرم ۵۹۷ھ کو ہمیشہ کے لیے بنارس کی گود میں سو گئے۔محلہ قاضی پورہ متصل بڑی بازار میں آپ کا مزار پرانوار ہے۔ہر سال ۷ر محرم کو عرس ہوتا ہے۔

[۵] حضرت مولانا شاہ سعید بنارسی علیہ الرحمہ حضرت سید مخدوم اشرف جہاں گیر سمنانی علیہ الرحمہ (متوفی ۸۰۸ھ) کے خلیفہ ہیں آپ کا مزار جلالی پورہ ریلوے لائن کے کنارے واقع ہے۔ہر سال ۱۱ر ۱۲ر رجب کو عرس ہوتا ہے۔

[۶] شیخ الاسلام حضرت مولانا خواجہ مبارک شاہ علیہ الرحمہ حضرت خواجہ محمد عیسیٰ تاج جون پوری قدس سرہ (متوفی ۸۷۵ھ) کے خلیفۂ خاص اور صاحبِ کرامت بزرگ تھے حضرت مخدوم شاہ طیب بنارسی آپ ہی کے سلسلے میں آتے ہیں۔شان استغنا کے ساتھ فقر و فاقہ کی کامیاب زندگی گزاری۔۱۰ر شوال کو وصال ہوا۔محلہ بھدوں متصل کاشی اسٹیشن ایک احاطہ کے اندر آپ کا مزار مبارک ہے۔ہر سال عرس ہوتا ہے اور حضرت شاہ طیب بنارسی علیہ الرحمہ کے سجادہ نشین اور خدام، خصوصی طور پر شرکت کرتے ہیں، بلکہ عرس کا اہتمام بھی کرتے ہیں۔

[۷] حضرت مخدوم شاہ طیب فاروقی قدس سرہ یہ بڑے پایہ کے بزرگ ہیں۔انھوں نے برنا اور گنگا کے سنگم پر پرانا قلعہ کے قریب کھنڈرات میں اپنا حجرۂ عبادت بنایا تھا اور اس جگہ کا نام شریعت آباد رکھا تھا اب بھی اس مقام سے کچھ فاصلے پر ایک گاؤں اسی نام سے موسوم ہے۔آخر شوال ۱۰۴۲ھ روزِ دوشنبہ محبوب حقیقی سے جا ملے۔منڈواڈیہ میں آپ کا مزار مبارک ہے۔عارف باللہ حضرت مولانا عبدالعلیم آسی غازی پوری علیہ الرحمہ (متوفی ۱۳۳۵ھ) اس آستانہ کے سجادہ نشین تھے۔اور اب اس وقت جامع معقول و منقول حضرت علامہ مفتی عبیدالرحمٰن صاحب قبلہ مصباحی رشیدی پورنوی اس آستانہ کے سجادہ نشین ہیں، جن کے اہتمام سے ہر سال ۷ر شوال کو منڈواڈیہ آستانہ شاہ طیب بنارسی علیہ الرحمہ پر بڑے پیمانے پر عرس ہوتا ہے۔

[۸] حضرت قطب زماں مولانا شاہ سید محمد وارث، رسول نما بنارسی علیہ الرحمہ۔ آپ سچے عاشق رسول گزرے ہیں۔سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں خود رفتہ رہتے تھے۔بڑی بڑی کرامتیں آپ سے ظہور میں آئیں آپ کی ایک بڑی خصوصیت یہ تھی کہ

بحالت بیداری نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیدار نہ صرف یہ کہ خود کرتے تھے، بلکہ جب چاہتے دوسروں کو بھی زیارت رسول کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم سے مشرف فرمادیتے اسی وجہ سے آپ کا لقب رسول نما ہوا۔

آپ کے بدن سے ہمیشہ مشک کی خوشبو نکلتی حتیٰ کہ جسے آپ ہاتھ لگادیتے وہ بھی مہک اٹھتا۔۱۱ر ربیع الآخر ۱۱۶۶ھ میں اس دار فانی کو خیر باد کہا۔ محلہ کوئلہ بازار، مولوی جی کا باڑا (متصل مچھودری پارک) میں مرقد انور مرجع خلائق ہے۔

[۹] حضرت مولانا شاہ رضا علی قطب بنارس علیہ الرحمہ ۱۶ر صفر ۱۲۴۶ھ بروز یک شنبہ آپ کی ولادت ہوئی۔ لکھنؤ سے علوم وفنون کی تکمیل فرمائی۔ بڑے عابد وزاہد اور علم دین میں بڑا عظیم مرتبہ رکھتے تھے دور دور سے استفتا کے لیے بارگاہ میں حاضری دیتے میلاد پاک کے جواز پر مظاہر الحق عربی تالیف فرمائی۔ آپ کے فتاوے کا ایک حصہ "فیوض الرضاء" کے نام سے مطبوع ہے۔ بعض فتاویٰ فارسی زبان میں ہیں باقی اردو میں۔ آپ کے فتاوٰں سے آپ کے مسلک پر روشنی پڑتی ہے۔ آپ کے تعلقات سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ سے بھی تھے آپ نے اپنے بعض فتاویٰ کو سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے پاس تصدیق کے لیے بھی بھیجا۔

۱۳۰۸ھ میں مشہور فتنہ انگیز کتاب تقویۃ الایمان کے رد میں ایک مبسوط فتویٰ بھی تحریر فرمایا جو علاحدہ سے چھپ چکا ہے۔ ۲۱ر شعبان ۱۳۱۲ھ بروز یک شنبہ عصر ومغرب کے درمیان اس جہان فانی سے کوچ کیا۔ لاٹ کی مسجد سے متصل پورب جانب مزار پرانوار ہے اور ہر سال عرس منعقد ہوتا ہے۔

[۱۰] مولانا شاہ عبدالسبحان مچھلی شہری قدس سرہ، ۱۱ر ذی الحجہ ۱۲۳۳ھ جمعہ کو ولادت ہوئی۔ درس نظامیہ میں مہارت حاصل کی حضرت شاہ گلزار کشنوی علیہ الرحمہ سے بیعت وارادت حاصل تھی۔ مطالعہ کتب کا بڑا شوق تھا۔ ۲۷ر ربیع الآخر ۱۳۲۳ھ کو وصال ہوا مزار پاک شکر تالاب کے قریب بلندی پر واقع ہے جسے **اونچواں** کہتے ہیں اور ہر سال مذکورہ تاریخ میں عرس ہوتا ہے۔

[۱۱] حضرت شاہ قطب علی بنارسی علیہ الرحمہ، آپ کا قدیم وطن اعظم گڑھ ہے، عرصۂ دراز تک ریاضت ومجاہدہ میں مشغول رہے اس زمانہ میں صرف گھاس کھا کر گزارہ کرتے۔ جنگل کے شیر آپ کے تابع فرمان رہتے۔

پربھونارائن مہاراجہ بنارس نے ملاقات کا اشتیاق ظاہر کیا تو چار شرطوں پر اپنے پاس آنے کی اجازت دی۔ (۱) میں تعظیم نہیں کروں گا۔ (۲) جس چٹائی پر میرے مریدین بیٹھتے ہیں اسی پر بیٹھنا ہوگا۔ (۳) مجھے کچھ نہ دے۔ (۴) مجھ سے کچھ نہ مانگے۔ مہاراجہ نے سب شرطیں قبول کرکے ملاقات کا فخر حاصل کیا۔ ۲۶ر رجب ۱۳۱۹ھ بروز دوشنبہ ۸ر بجے شب کو انتقال فرمایا۔ سنگ مرمر کا عالی شان قبہ جو اجمیر شریف کا ایک نمونہ ہے باقر کنڈ (بکریا کنڈ) کے کنارے کافی بلندی پر ہے۔

[۱۲] حضرت مولانا اسمٰعیل علیہ الرحمہ، قطب بنارس مولانا رضا علی علیہ الرحمہ کے شاگرد خاص اور باکرامت بزرگ تھے کئی علمی کتابیں بھی آپ نے تصنیف فرمائیں۔ ۱۸ر رمضان المبارک بروز پنجشنبہ ۱۲۹۴ھ استاذ محترم ہی کی زندگی میں انتقال فرمایا۔ بٹاؤ شہید (کچی باغ) میں مزار مبارک ہے۔ مشہور عالم مولانا خلیل الرحمٰن صاحب آپ ہی کے صاحب زادے تھے، عیدگاہ لاٹ مسجد، سریاں میں عیدین کی امامت، آپ ہی کے خاندان سے ہوتی ہے۔ آپ کا خاندان آج بھی علم وفضل کا گہوارہ ہے اور شہر میں اعتماد کی نظروں سے دیکھا جاتا ہے۔ آپ کے یہاں حضرت حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں علیہ الرحمہ اور مشہور بزرگ حضرت شاہ یار علی صاحب علیہ الرحمہ (براؤں شریف) بھی تشریف لا چکے ہیں۔

[۱۳] استاذ الحفاظ حافظ عبدالمجید عرف حافظ جمن علیہ الرحمہ، ایک عرب شیخ سے (جنھوں نے قطبن شہید میں ایک مدرسہ قائم

کیا تھا) حفظ قرآن کی تکمیل کی اور پوری زندگی حفظ قرآن کے درس میں گزار دی زہد وتقویٰ میں اپنی مثال آپ تھے۔ ۱۵؍رجب ۱۳۲۷ھ کو وصال ہوا۔اور لاٹ کی مسجد میں قطب بنارس کے مزار کے قریب میں مدفون ہیں۔ ہر سال عرس ہوتا ہے اور کثیر حفاظ شریک ہوتے ہیں۔ایک خاندانی روایت سے معلوم ہوا ہے کہ آپ مشہور مفسر قرآن حضرت صدر الا فاضل مولانا شاہ حافظ سید محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ مصنف خزائن العرفان فی تفسیر القرآن کے حفظ میں استاذ تھے۔اور حضرت صدر الا فاضل نے جب تفسیر لکھی تو اس کا نسخہ خود لا کر اپنے استاذ زادگان کو ہدیہ کیا وہ نسخہ خاندان میں اب بھی موجود ہے اور نہایت خستہ ہے۔

[۱۴] حضرت مولانا شاہ عبدالحمید فریدی فاروقی پانی پتی علیہ الرحمہ کی ولادت پانی پت میں ہوئی۔ وہیں تعلیم بھی حاصل کی۔ وہاں سے پھر ہجرت کر کے بنارس تشریف لائے، پہلے ہی سے قطب بنارس مولانا رضا علی علیہ الرحمہ نے آپ کی آمد کی پیشین گوئی کر دی تھی۔ ۲۰؍شوال ۱۳۳۹ھ کو محبوب حقیقی سے جا ملے۔ وفات کے بعد غسل دیتے وقت کثیر افراد نے انگلیوں پر وظیفہ پڑھتے دیکھا۔مزار پُر انوار شکر تالاب میں ہے۔

سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی (۲) قدس سرہ نے قطعۂ تاریخ وفات تحریر فرمایا:

لِلّٰهِ لَبّٰی عَبْـــــدُالْحَمِیْدِ قَالَ الرِّضَا فِیْ اِرْخِ السَّعِیْد

عَبْدُالْحَمِیْدُ عِنْدَالْحَمِیْد ۱۳۳۹ھ فِیْ نَهْرِ قُرْبٍ رَاجِی الْمَـــزِیْد

ترجمہ:عبدالحمید بارگاہ خدا میں پہنچے رضا نے اس مرد سعید کی تاریخ میں کہا: حمید کا بندہ حمید کے یہاں قرب کے دربار میں مزید کا امیدوار رہا ہے۔

تذکرۃ الحمید میں آپ کے حالات درج ہیں آپ کے صاحب زادے مولانا عبدالرشید علیہ الرحمہ، پوتے مولانا عبدالشہید علیہ الرحمہ اور مولانا عبدالوحید شاہ علیہ الرحمہ کے مزارات بھی اسی جگہ ہیں بلکہ مولانا عبدالوحید شاہ علیہ الرحمہ کی قبر تو خاص اسی قبے میں ہے جس میں مولانا شاہ عبدالحمید علیہ الرحمہ کا مزار مبارک ہے۔

[۱۵] حضرت مولانا شاہ محمد نعمت اللہ قادری علیہ الرحمہ آپ نے مختلف اساتذہ سے درس نظامیہ کی تکمیل کے بعد دو سال مولانا ہدایت اللہ خاں رام پوری علیہ الرحمہ (متوفی ۱۳۲۶ھ) سے درس حاصل کیا،غوث الوقت چراغ ربانی مولانا محمد کامل نعمانی علیہ الرحمہ (۳) کی روحانی بشارت پران کے خلیفۂ خاص حضرت صوفی محمد جان رحمۃ اللہ علیہ نے ولید پور درگاہ شریف میں بر سر عام دستار خلافت اور تبرکات ولایت سے سرفراز فرمایا، خلق کثیر کو اپنے فیوض وبرکات سے مالا مال کر کے ۴؍رجب ۱۳۶۱ھ بروز یک شنبہ بوقت اشراق، داعیٔ اجل کو لبیک کہا محلہ اورنگ آباد میں مزار شریف ہے۔

بنارس کے چند تاریخی مقامات

ڈھائی کنگرہ کی مسجد:

۴۰۵ھ میں تعمیر ہوئی، شہر کی بڑی ممتاز سنگین عمارت ہے۔تاریخی نام "**مسجد دو نیم کنگرہ**" ہے کاشی اسٹیشن کے پورب تقریباً ایک فرلانگ پر محلہ ایشور میں واقع ہے۔ یہ پوری مسجد پتھروں سے بنی ہوئی بہت عالی شان ہے۔

مسجد گنج شہیداں:

یہ انگریزوں کے دورحکومت میں کاشی اسٹیشن کی تعمیر ہوتے وقت کھنڈرات کی تہ سے برآمد ہوئی ہے اس کی قدامت سے پتا چلتا ہے کہ ہزار سال سے کم کی نہیں ہوگی لیکن ابھی تک اس کا سراغ نہ لگ سکا کہ اتنی عالی شان مسجد کب اور کیسے دفن ہوگئی تھی۔ پوری مسجد صرف پتھروں سے بنی ہے اور چھت نیچی ہے۔

جامع مسجد گیان واپی:

مشہور یہ ہے کہ اورنگ زیب عالم گیر علیہ الرحمہ (متوفی ۱۰۱۷ھ) نے اس کی تعمیر کرائی اور مسجد میں منبر کے اوپر جو کتبہ سید میراث علی متولی مسجد نے ۱۲۰۷ھ (انگریزی حکومت کے زمانہ میں) نصب کرایا ہے اس میں بھی اسی شہرت کی بنیاد پر عالم گیر علیہ الرحمہ کی طرف نسبت کردی ہے لیکن تحقیق کے بعد پتا چلتا ہے کہ عالم گیر علیہ الرحمہ کے دادا ہمایوں (م ۹۶۳ھ) سے بھی پہلے یہ مسجد سلطان ابراہیم شاہ شرقی (م ۸۴۴ھ) کے زمانہ میں بنی ہے۔شاہ جہاں (م ۱۰۶۷ھ) نے اس مسجد میں ایک مدرسہ قائم کیا تھا اور اس کا تاریخی نام **"ایوان شریعت"** رکھا تھا یہ نام ایک مثلث پتھر پر کندہ کیا ہوا، اب تک اس مسجد کے دفتر انتظامیہ میں موجود ہے۔ حضرت عالم گیر علیہ الرحمہ کو بدنام کرنے کے لیے متعصبین نے اس مسجد کی تعمیر کے سلسلے میں اس قدر غلط پروپیگنڈا کیا کہ لوگ جھوٹ کو سچ سمجھ گئے اور اصل حقیقت پر لوگوں کو شبہہ ہونے لگا۔ جب اسلام مسلمانوں کو صرف حلال و پاکیزہ کمائی کے پیسے مسجد میں لگانے کی اجازت دیتا ہے تو اس کی شریعت کا پابند ایک متقی بادشاہ غیروں کی رقم سے بنی ہوئی مندر کے کسی پتھر یا جائداد کو ظلماً کسی مسجد کی تعمیر میں کیسے لگا سکتا ہے۔ یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ آج کے گئے گزرے زمانے میں بھی اگر کوئی جبراً کسی مندر کو یا کسی بھی زمین پر ناجائز قبضہ کرکے مسجد بنائے، تو کوئی جاہل سے جاہل مسلمان بھی اس میں نماز پڑھنا پسند نہ کرے گا بلکہ اس کے خلاف ہنگامے ہی ہوں گے۔تو کل اگر ایسا کسی نے کیا ہوتا، تو ضرور اس کے خلاف ہنگامہ ہوتا، اور اس کا کچھ ذکر تاریخ میں ضرور ملتا۔لہٰذا محض گمان کو تاریخ کا درجہ نہیں دیا جاسکتا۔

مسجد دھرہرہ:

شہنشاہ عالم گیر علیہ الرحمہ کے دورحکومت میں اس مسجد کی تعمیر ہوئی اس میں دو بلند مینارے تھے جس پر چڑھ جانے سے پورے بنارس کا منظر دکھائی دیتا تھا، مگر افسوس کہ ایک مینارہ ناگہانی طور پر منہدم ہوگیا اور دوسرا بھی محکمۂ آثار قدیمہ نے مخدوش ہونے کے سبب اتار دیا یہ مسجد دریائے گنگا کے کنارے ہے۔

مسجد عالم گیری: (فوارہ کی مسجد) سال تعمیر ۱۰۷۷ھ

شہنشاہ عالم گیر علیہ الرحمہ کے زمانہ میں اس کی تعمیر ہوئی فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ محراب پر کندہ ہے، اور اس سے سن تعمیر (۱۰۷۷ھ) نکلتا ہے۔ محلہ بشیشور گنج سبزی منڈی کے پچھم واقع ہے، افسوس کہ وہاں مسلمانوں کی آبادی نہ ہونے کی وجہ سے غیر آباد ہے۔

عیدگاہ لاٹ بھیرو:

یہ جلالی پورہ سے متصل ایک قدیم تاریخی عیدگاہ ہے،اس کے چاروں طرف شہرخموشاں آباد ہے۔عیدگاہ کے بیچ میں پتھر کا ایک ستون قائم تھا، ہندو اسے متبرک سمجھ کر پوجا کرنے لگے وہی ستون لاٹ بھیرو کے نام سے مشہور ہے موجودہ عیدگاہ کی تعمیر ۱۲۵۹ھ میں ہوئی ہے۔اس کے پچھم متصل ہی ایک بزرگ کا مزار ہے جنھیں مخدوم صاحب (علیہ الرحمہ) کے نام سے جانتے ہیں۔عیدگاہ کے پورب پتھر کی ایک چھوٹی سی مسجد بھی ہے اور اس کے متصل قطب بنارس مولانا رضا علی صاحب علیہ الرحمہ کا مزار ہے اور اس کے دکھن تالاب ہے۔

جلالی پورہ:

وارانسی سیٹی (علوی پورہ) ریلوے اسٹیشن اور بڑی ریلوے لائن کے درمیان آباد ہے۔شہنشاہ غیاث الدین تغلق (م ۷۲۵ھ) نے اپنے زمانے میں جلال الدین احمد کو بنارس کا حاکم مقرر کیا تھا انھیں کے نام پر محلہ جلالی پورہ مشہور ہے۔

اسی محلہ میں بنارس کا قومی وملی ادارہ، مدرسہ مدینۃ العلوم اپنی شان وشوکت کے ساتھ قائم ہے۔

عربی مدارس:

بنارس میں تمام ہی مکاتب فکر کے عربی مدارس بڑی تعداد میں موجود ہیں،خاص اہل سنت وجماعت کے مشہور مدارس کے نام یہ ہیں:

جامعہ حمیدیہ رضویہ مدن پورہ، جامعہ فاروقیہ مدن پورہ، جامعہ حمیدیہ رشیدیہ شکر تالاب، جامعہ حنفیہ غوثیہ بجرڈیہہ، دارالعلوم امام احمد رضا لوہتہ، مدرسہ عربیہ مدینۃ العلوم،جلالی پورہ۔وغیرہ

حواشی:

[(۱) مسجد ڈھائی کنگرہ جس کا اصل تاریخی نام ہے مسجد "دو نیم کنگرہ" سے اس کا سال تعمیر ۴۰۵ھ نکلتا ہے جس سے پتا چلتا ہے کہ مسلمان ۴۰۵ھ سے قبل بنارس میں آچکے تھے۔

(۲) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے ۱۰؍شوال ۱۲۷۲ھ کو خاک دان گیتی پر قدم رکھا چودہ سال سے کم عمر میں تمام علوم عقلیہ ونقلیہ کے عالم ہوکر مسند افتا پر رونق افروز ہوئے۔پوری دنیا میں آپ کا دارالافتا منفرد حیثیت کا حامل رہا۔فی سبیل اللہ پوری عمر فتویٰ نویسی،تصنیف وتالیف،دین حق کی حمایت اور ابطال باطل میں وقف فرمادی بے پناہ عشق رسول کریم علیہ السلام آپ کے دل میں موجزن تھا، جو اکثر آپ کی تحریروں اور نعتوں کی شکل میں بطور شاہد ہے۔تقریباً ہزار تصنیفات امت مرحومہ کو عنایت فرما کر ۲۵؍صفر ۱۳۴۰ھ بروز جمعہ اپنے حبیب علیہ الصلاۃ والتسلیم کی زیارت کے شوق میں فرحاں وخنداں داعی اجل کو لبیک کہتے ہوئے جہان فانی سے تشریف لے گئے۔بریلی شریف میں ہر سال مذکورہ تاریخ میں عرس

مبارک منعقد ہوتا ہے۔

(۳) حضرت مولانا محمد کامل نعمانی علیہ الرحمہ کی جاے پیدائش ولید پور (اعظم گڑھ) ہے بچپن ہی میں یتیم ہو گئے، مولانا عبدالحلیم فرنگی محلی علیہ الرحمہ (م ۱۲۸۵ھ) محشی نورالانوار و مصنف نورالایمان و کتب کثیرہ سے شرف تلمذ حاصل تھا۔ بہت دنوں تک جج کے عہدہ پر فائز رہے راہ طریقت میں عظیم مجاہدہ کیا۔ قیام جون پور کے زمانے میں شاہی مسجد کی تعمیر کراتے وقت جب ایک مزدور چھت سے گر کر مر گیا تو آپ ہی کی دعا سے زندہ ہوا۔ یہ کرامت دیکھ کر بہت سے مسلمان آپ کے دست حق پرست پر تائب ہو گئے اور بہت سے غیر مسلموں نے اسلام قبول کر لیا۔ آخر کار بے شمار خلفا و مریدین کو مخلوق کی رہنمائی کے لیے جانشین چھوڑ کر ۷؍جمادی الآخرہ ۱۳۲۲ھ کو اس جہان فانی سے رخصت ہو گئے۔ ولید پور میں ہر سال عرس ہوتا ہے۔ مزید معلومات کے لیے راقم الحروف کی کتاب "**حالات کامل**" کا مطالعہ کریں جو ابھی حال میں اسلامی اکیڈمی بنارس کے زیر اہتمام مکتبہ غوثیہ بجرڈیہہ سے عمدہ کتابت وطباعت کے ساتھ شائع ہوئی ہے۔

مآخذ

۱۔مرقع بنارس، مطبوعہ ۱۹۳۹ سلطان برقی پریس نظیر آباد، لکھنو

۲۔آثار بنارس، مطبوعہ ۱۹۶۳، ندوۃ المعارف بنارس

۳۔مشائخ بنارس، مطبوعہ ندوۃ المعارف بنارس

۴۔تذکرۃ الحمید (علیہ الرحمہ)

۵۔تاریخ بنارس، حکیم سید مظہر حسن

۶۔صنم کدۂ بنارس

۷۔تاریخ فرشتہ، از محمد قاسم فرشتہ (متوفی ۱۰۳۳ھ، ۱۶۲۰)

۸۔مظاہر الحق عربی، از قطب بنارس، مولانا شاہ رضا علی علیہ الرحمہ

۹۔فیوض الرضا، از قطب بنارس، مولانا شاہ رضا علی علیہ الرحمہ

۱۰۔مدینۃ العلوم کا ماضی اور حال، مطبوعہ ۱۹۸۶ شعبۂ اشاعت، مدرسہ عربیہ مدینۃ العلوم بنارس

۱۱۔سوانح اعلیٰ حضرت، مولانا بدرالدین احمد قادری علیہ الرحمہ

۱۲۔حالات کامل، از احمد القادری مصباحی، مطبوعہ مکتبہ غوثیہ بجرڈیہہ، بنارس

۱۳۔ذاتی مشاہدات

۱۴۔انفرادی معلومات

۱۵۔کتبات، وغیرہ

بقلم احمد القادری مصباحی غفرلہ

یکم رجمادی الاولی ۱۴۰۶ھ دوشنبہ

مطابق ۱۳رجنوری ۱۹۸۶ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از مولانا سید محمد فاروق رضوی

استاذ و مفتی، جامعہ حنفیہ غوثیہ، بجرڈیہ، بنارس

ناظم اعلی (سکریٹری جنرل) اسلامی اکیڈمی، بنارس

مختصر حالات بابا قاسم سلیمانی رحمۃ اللہ علیہ

ولادت: ۹۵۶ھ - وفات ۱۰۱۶ھ

حضرت بابا قاسم سلیمانی رحمۃ اللہ علیہ بہت مشہور بزرگ ہیں، بنارس کے مسلمان آپ کے بہت معتقد ہیں اس لیے مناسب معلوم ہوا کہ **"حالات بنارس"** میں آپ کا ذکر جمیل کر دیا جائے تا کہ قارئین کرام کے لیے حصول فیض کا ذریعہ ہو۔

ولادت:

حضرت شیخ قاسم سلیمانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ قدم قندھاری رحمۃ اللہ علیہ پیشاوری کے فرزندار جمند ہیں۔ وطن شریف آپ کا پیشاور تھا، آپ کی ولادت باسعادت ۹۵۶ھ موسم بہار میں، نماز اشراق کے وقت ہوئی، پیدائش سے پہلے بہت سے اولیاے کرام و مشائخ زمانہ نے آپ کے پیدا ہونے کی خبر دی اور مبارک بادی سے نوازا، آپ کی پرورش آپ کی والدہ محترمہ بی بی نیک بخت اور دادی شہیدی نے کی اور شیخ محمد کرزئی نے قرآن عظیم اور دیگر مذہبی کتابیں پڑھائیں۔

شرف بیعت اور ابتدائی حالات سفر:

آپ کے حالات میں لکھا ہے کہ جس مقام پر آپ قیام فرماتے اس مقام میں ذکر الٰہی کی برکت سے یہ کیفیت رونما ہوتی کہ کسی قوم کا کوئی شخص بھی اس مقام سے گزرتا تو بے اختیار ہو کر نعرۂ الا اللہ کی ضرب لگاتا۔ ۹۸۳ھ میں مقام دوآبہ (اپنی سسرال) سے رخصت ہو کر حضرت نے غیبی الہام کے مطابق ۵ رفقیروں کو ہمراہ لے کر پیشاور کا قصد فرمایا، پھر وہاں سے جلال آباد، کابل، کوہ ہندوکش، خنجان، غورنامی جگہوں سے ہوتے ہوئے مولا علی کرم اللہ وجہہ کے قبر انور کی زیارت فرما کر شہر بلخ تشریف لے آئے، پھر وہاں سے سرغان اور دوسرے مقامات کی سیاحت کرتے ہوئے بربو میں حضرت خواجہ عبداللہ انصاری کی زیارت فرمائی۔ الغرض آپ مختلف مقامات اور شہروں سے گزرتے ہوئے مشہد مقدس پہنچے وہاں سے خراسان، غزنی، نیشاپور، گیلان شریف اور تبریز ہو کر امیدیہ میں تشریف فرما ہوئے۔ اس طویل سفر میں آپ کے چاروں درویش رفقا انتقال کر گئے پھر بھی حضرت بابا قاسم سلیمانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا مبارک سفر جاری رکھا۔ جنجیرہ اور دوسرے مقامات سے گزرتے ہوئے شہر حلب اور وہاں سے شہر حمہ حضرت شیخ عفیف الدین سید حسین (سجادہ نشین حضرت قطب الکونین غوث الثقلین سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ) کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔

شہنشاہ جہانگیر اور بابا قاسم سلیمانی:

اکبر کی وفات کے بعد جب شہنشاہ جہاں گیر تخت نشین ہوئے اور شہزادہ خسرو نے لاہور آ کر لاہور کو اپنے قبضے میں کر لیا تو شہنشاہ جہاں گیر نے حملہ کر کے خسرو کو شکست دے کر قید کر دیا، کچھ لوگوں نے جہاں گیر کو خبر دی کہ بعض درویشوں نے بھی خسرو کے لیے فتح وکامرانی کی دعائیں کی تھیں، جن میں نمایاں طور پر حضرت بابا قاسم سلیمانی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کیا گیا اور بادشاہ کو بتلایا گیا کہ حضور بابا قاسم سلیمانی رحمۃ اللہ علیہ کے بہت کافی مرید ہیں اور آپ کا سلسلہ ارادت بہت وسیع ہے۔ جس سے حکومت کے لیے کبھی بھی خطرہ ہو سکتا ہے۔ بادشاہ نے بتاریخ ۲۸ /ربیع الآخر ۱۰۱۵ھ کو بابا قاسم سلیمانی رحمۃ اللہ علیہ کو بلایا اور اس سلسلے میں گفتگو کی، حضرت بابا قاسم سلیمانی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: خلق خدا کی رشد وہدایت کے لیے لوگوں کو مرید کرنا کوئی گناہ نہیں، کچھ دیر بعد آپ کو رخصت کر دیا اور شہزادۂ پرویز کے یہاں قیام کرنے کی گزارش کی۔ ایک روز کا واقعہ ہے کہ بادشاہ نے ایک طشت میں زنجیر اور شمشیر (تلوار) رکھ کر حضرت کی خدمت میں بھجوایا، آپ نے فرمایا: فقیروں کو شمشیر کی ضرورت نہیں اور زنجیر قبول فرمائی۔ گویا یہ اشارہ تھا کہ بادشاہ کی جانب سے کہ آپ قید ہونا قبول کریں یا جنگ کے لیے تیار ہو جائیں۔ حضرت بابا قاسم سلیمانی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ پسند نہ فرمایا کہ دو مسلمان آپس میں لڑیں اور مخلوق خدا کا ناحق خون بہے، اسی لیے آپ نے زنجیر پسند فرمائی۔ ۸/ جمادی الاولیٰ ۱۰۱۵ھ کو بادشاہ نے خلیفہ باقی خاں کو چنار کا گورنر بنا کر روانہ کیا اور حضرت کو بھی چنار کے قلعے میں رکھے جانے کا حکم دیا۔ حضرت بابا قاسم سلیمانی رحمۃ اللہ علیہ باقی خاں کے ساتھ چنار کی جانب روانہ ہوئے اور ۲۵ /رجب ۱۰۱۵ھ کو داخل قلعہ ہو کر خان اعظم کے محل میں تشریف فرما ہوئے اور نظر بند کر دیے گئے۔

کراماتِ حضرت بابا قاسم سلیمانی:

اللہ تعالیٰ کے نزدیک برگزیدہ بندے جن کی شان یہ ہوتی ہے کہ وہ خدا کے ہو جاتے ہیں اور خدا ان کا ہو جاتا ہے ان کا عالم کچھ اور ہوتا ہے، یہی وجہ تھی کہ باوجود قید و بند ہونے اور ہر طرح کی نگرانی کے جب آپ کی مرضی ہوتی محل کے باہر تشریف لاتے، پہاڑوں کی سیر کرتے اور پوری آزادی کے ساتھ نمازیں ادا فرماتے اور جب چاہتے محل سرا میں پہنچ کر اپنی سابقہ حالت میں موجود نظر آتے۔ جب محافظین نے آپ کی یہ کھلی ہوئی کرامتیں دیکھیں تو دل میں خوف پیدا ہوا کہ کہیں آپ باہر تشریف لے گئے اور واپس تشریف نہ لائے تو ہم سب عتاب کیے جائیں گے، انھوں نے فوراً یہ کیفیت لکھ کر بادشاہ کے حضور پیش کی، جواب آیا کہ:

[۱] میری طرف سے حضرت کو ہر طرح کی آزادی ہے جہاں چاہیں بلا روک ٹوک آ جا سکتے ہیں۔

[۲] آپ کی مرضی کے مطابق جہاں آپ چاہیں تا حد نظر زمین معاف ہے۔

[۳] میں عن قریب زیارت سے مشرف ہونے کی تمنا رکھتا ہوں۔

آپ نے جواب میں بادشاہ کو فرمایا:

[۱] مجھے تیری بخشی ہوئی آزادی کی ضرورت نہیں، حق تعالیٰ عن قریب میرے طائر روح کو قفص عنصری سے آزاد کر دے گا۔

[۲] بھلا تیرا یہ مقدور کہاں کہ تو مجھے تا حد نظر زمین معافی میں دے، جب کہ میری نگاہیں عرش الٰہی تک پہنچا کرتی ہیں۔

[۳] میں کبھی تیری ملاقات پسند نہیں کرتا۔

یہی وجہ ہے کہ خاندان تیموریہ کے کسی فرد کو اب تک درگاہ معلیٰ کی زیارت نصیب نہ ہو سکی۔

اس کے بعد چنار کے قلعے دار باقی خان نے عرض کی حضور کوئی مکان اپنی ابدی آرام گاہ کے لیے تجویز فرمالیں، چناں چہ ایک مرتبہ قلعے کی مغربی سمت تیر وکمان لے کر کھڑے ہوئے، تیر چھوڑا تو کچھ دور پہنچ کر گرنے لگا، آپ نے فرمایا: ٹک اور، یعنی کچھ اور دور پھر وہ تیر اپنی جگہ سے اٹھا، آگے بڑھ کر ایک مقام پر گر گیا، آپ نے اسی مقام کو اپنی آرام گاہ قرار دی، آپ کے لفظ "**ٹک اور**" فرمانے کی وجہ سے اس جگہ کا نام محلہ "**ٹکور**" ہوا جو آج تک مشہور ہے۔

اولیا راہست قدرت از الٰہ
تیر جستہ باز گردانند زراہ

۱۹/ جمادی الاولیٰ ۱۰۱۶ھ کو آپ نے اس دار فنا سے کوچ فرمایا، نوراللہ مرقدہ (۱)

تاج داری کے لیے ان کی گدائی کیجیے
جھولیاں بھر جائیں تو فرماں روائی کیجیے

منقبت سلیمانی

مرے ہادی ذی شاں حضرت قاسم سلیمانی — تمہیں ہو خضر دوراں حضرت قاسم سلیمانی
تمہارا روئے تاباں حضرت قاسم سلیمانی — چراغ راہ عرفاں حضرت قاسم سلیمانی
دلوں کی تیرگی کافور کر دیتے ہیں پل بھر میں — بچشم نور ساماں حضرت قاسم سلیمانی
خدا نے خاص نعمت کا تمہیں قاسم بنایا ہے — سراپا فیض واحساں حضرت قاسم سلیمانی
تمہاری ذات میں بخشی مسرت غم کے ماروں کو — تم ہی ہو راحت جاں حضرت قاسم سلیمانی
تری شانِ فقیری سے ہے شرمندہ جہاں گیری — شہ کوہِ سلیماں حضرت قاسم سلیمانی
تری آواز پُر تاثیر سے مُردوں میں جاں آئی — بفیض شاہ جیلاں حضرت قاسم سلیمانی
خداوالوں کو حیرت کا سبق دینے پہ جب آئے — بنے قیدی زنداں حضرت قاسم سلیمانی
بصد نازو ادا ہیں زندۂ جاوید مرقد میں — شہید عشق رحماں حضرت قاسم سلیمانی
تیرے دیوانے فرزانوں پہ سبقت لے گئے آخر — کہاں پہنچے یہ ناداں حضرت قاسم سلیمانی
اسدؔ ناکام و بیچارہ پریشاں حال می گوید — مدد کن پیر افغاں حضرت قاسم سلیمانی

(۵) بابا قاسم سلیمانی علیہ الرحمہ کا تذکرہ مرتبہ مولانا ذکی اللہ اسدالقادری اور مذکورہ منقبت حضرت مولانا حافظ معین الدین صاحب بنارسی کے ذریعے دست یاب ہوئیں، اللہ تعالیٰ انھیں جزائے خیر دے۔ ۱۲ ناشر]

سید محمد فاروق رضوی
خادم تدریس وافتا- جامعہ حنفیہ بجرڈیہ، بنارس
متولی مدرسہ حسامیہ رضویہ، رسول پور قاضی، کوشامبی

مرتب کی تالیفات مع سالِ تحریر

(۱) فیض الحکمت ترجمہ ہدایۃ الحکمت (فلسفہ/قدیم سائنس) ۱۴۰۱ھ / ۱۹۸۱ء

یہ علامہ اثیر الدین ابہری کی مشہور زمانہ تصنیف، ہدایۃ الحکمت (عربی) کا آسان سلیس اردو ترجمہ ہے، یہ کتاب درس نظامی اورالہ آباد بورڈ کے نصاب میں داخل ہے، نامانوس فن ہونے کی وجہ سے بورڈ کا امتحان دینے والے طلبہ کے لئے پریشانی کا سبب بنی ہوئی تھی، اس کتاب کے ترجمہ سے وقت کی ایک بڑی ضرورت پوری ہوگئی۔

کتاب کے شروع میں مترجم کے قلم سے ایک گراں قدر مقدمہ ہے، جس نے کتاب کی افادیت میں غیر معمولی اضافہ کردیا ہے، اصل کتاب (ہدایۃ الحکمت) میں کہیں کچھ ذکر نہیں کہ فلسفہ کے یہ مسائل ہماری شریعت کے موافق ہیں یا مخالف؟ بعض پڑھانے والے اساتذہ بھی اس کی طرف توجہ نہیں دے پاتے، جس کی وجہ سے طالب علم، بسا اوقات، فلسفہ کا ہر اصول، درست سمجھ بیٹھتا ہے، حالانکہ پورا فلسفہ نہ حق ہے نہ باطل، اس کے بعض مباحث درست وصحیح ہیں اور بعض خلاف شرع اور باطل۔

مقدمہ میں ان اصولوں کو جو ہماری شریعت سے متصادم ہیں، اجمالاً ذکر کرکے، اس کے مقابل عقیدۂ اسلام بھی قرآن وحدیث سے نقل کردیا گیا ہے، امام غزالی علیہ الرحمہ کی تہافۃ الفلاسفہ، المنقذ من الضلال، امام اہل سنت علیہ الرحمہ کی الکلمۃ الملھمہ اور فتاوی رضویہ سے قیمتی افادات نقل کئے گئے ہیں، جس سے فلسفہ اور اسلام کے نظریات کے درمیان فرق نمایاں ہوجاتا ہے۔

(۲) رفع یدین اور آمین کے احکام (اردو، انگلش) ۱۴۲۳ھ / ۲۰۰۲ء

نماز میں صرف پہلی تکبیر کے وقت ہاتھ اٹھانے پر حدیث وفقہ کی ۴۰ مشہور ومعروف اور مستند کتابوں کے حوالہ سے اس رسالہ میں ۱۷/ احادیث کریمہ، اور نماز میں آہستہ آمین کہنے پر حدیث وفقہ کی ۲۶/ مشہور ومعروف اور مستند کتابوں کے حوالہ سے، سات احادیث کریمہ پیش کی گئی ہیں، جو حق پسند کو حق قبول کرنے کے لئے کافی ہیں۔

(۳) احکام قربانی وعقیقہ (اردو، انگلش، ہندی) ۱۴۰۳ھ / ۱۹۸۳ء

یہ نہایت قیمتی مختصر رسالہ ہے جس میں قربانی سے متعلق گیارہ احادیث نبویہ، چھتیس مسائل فقہیہ اور عقیقہ سے متعلق چھ حدیثیں اور بارہ فقہی مسائل، سلیس اردو زبان میں بیان کیے گئے۔ اور ان کی دعائیں بھی لکھی گئی ہیں، مالک نصاب وغیرہ کے تعلق سے قیمتی تحقیقات پیش کی گئی ہیں، مقدار نصاب کے، امریکن اور انٹرنیشنل، جدید پیمانے بھی لکھ دئے گئے ہیں، قربانی وعقیقہ کرنے والوں کے لیے اس کتاب کا مطالعہ مفید وکارآمد اور بہت نفع بخش ثابت ہوگا۔ صفحات: ۱۶

(۴) ثبوت ایصال ثواب وطریقۂ فاتحہ (اردو، انگلش، ہندی) ۱۴۰۷ھ / ۱۹۸۶ء

یہ ایک عام فہم تالیف ہے جس میں قرآن کریم واحادیث مبارکہ وآثار صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے ایصال ثواب کا ثبوت فراہم کیا گیا ہے اور آخر کتاب میں طریقۂ فاتحہ، مزارات بزرگان دین پر فاتحہ کا طریقہ، نیز مجدد اعظم امام احمد رضا قادری محدث بریلوی علیہ الرحمہ کا ایک قیمتی فتویٰ شامل ہے، جس سے قبر بوسی اور اس کے لیے سجدہ وطواف سے متعلق آپ کا عمدہ موقف اور ادب

واحترام واضح ہوتا ہے۔مناجات وسلام، ایصال ثواب کے جائز عمدہ طریقے چند مروجہ بری رسمیں درج ہیں۔صفحات:١٦

(۵) حالات ابوالخیر علیہ الرحمہ (ولادت ١٠٠٨ھ، وفات ١١رشوال ١٠٥٩ھ) ١٤٠٦ھ / ١٩٨٦ء

اس میں حضرت مولانا شاہ ابوالخیر بھیروی علیہ الرحمہ اوران کے خاندان کے احوال بیان کئے گئے ہیں،آپ مغل خاندان کے مشہور بادشاہ سلطان نورالدین محمد جہانگیر کے عہد سلطنت کے عظیم بزرگ ہیں۔مدرسہ عزیزیہ خیرالعلوم بھیرہ آپ ہی کے اسم گرامی سے منسوب ہے۔ صفحات ١٦

(٦) حالات کامل علیہ الرحمہ (ولادت ٢٥رمحرم ١٢٣٦ھ، وصال ٧رجمادی الآخرہ ١٣٢٢ھ،) ١٤٠٤ھ / ١٩٨٤ء

یہ کتاب ولی کامل،حضرت علامہ محمد کامل نعمانی،ولید پوری، علیہ الرحمہ کی حیات وحالات وکرامات ونصائح،دعاومناجات پر مشتمل ہے۔جس کا مطالعہ تمام مسلمانوں کے لیے مفید ہے خصوصاً سلسلۂ کاملیہ کے لیے نعمت غیرمترقبہ ہے۔مدرسہ کاملیہ ولید پور آپ ہی کے نام سے منسوب ہے۔صفحات:٣٢

(٧) حالات بنارس (١٤٠٦ھ / ١٩٨٦ء)

بنارس کی تاریخ اس کے چندنام اوراس کی وجہ تسمیہ،ہندوستان اور بنارس میں اسلام کی آمد چند بزرگان دین اورتاریخی مقامات کے تذکرے ہیں نیز اخیر میں حضرت مولانا سید محمد فاروق صاحب کے قلم سے، حضرت بابا قاسم سلیمانی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مختصر تذکرہ شامل ہے۔ صفحات ١٦

(٨) انتخاب نظم (١٤٣٦ھ ٢٠١٥ء)

عموماً ابتدائی درجات کے طلبہ،اوربعض نعت خواں حضرات کی توجہ اس پرنہیں جاتی کہ نظم کے سبھی اشعارشرعاً درست ہیں یانہیں؟ اوروہ شاعرجن کا ہم کلام پڑھ رہے ہیں وہ کلام مستند ہے یانہیں؟اس طرح بسااوقات لاشعوری طور پر بے خبری میں ایسے اشعار پڑھ جاتے ہیں جوشرعی اصولوں سے متصادم اورقابل گرفت ہوتے ہیں،اس لئے ضرورت محسوس ہوئی کہ مستند علمائے کرام وشعرائے عظام مثلاً سرکاراعلیٰ حضرت محدث بریلوی حضورمفتی اعظم ہند،مولانا حسن رضا قادری بریلوی،حضورمحدث اعظم ہند،حضورتاج الشریعہ وغیرہ (علیہم الرحمۃ والرضوان) کی مستند، حمد، نعت، منقبت، سلام ومناجات وغیرہ کے انتخاب کاایک مجموعہ تیارکیاجائے تاکہ ہمارے طلبہ، اورنعت خواں حضرات بےخطراس سے پڑھ سکیں، اسی حسین مجموعے کانام انتخاب نظم ہے۔ صفحات ٥٦

(٩) دوامی نقشۂ صوم وصلات برائے لوساکا، زمبیا،افریقہ (١٤١٥ھ / ١٩٩٥ء)

(١٠) دوامی نقشۂ صوم وصلات برائے شکاگو،امریکا (اردو،انگلش، ١٤١٧ھ / ١٩٩٧ء)

(١١) دوامی نقشۂ صوم وصلات برائے ڈیلاس ایریا، امریکا (اردو،انگلش ، ١٤١٨ھ / ١٩٩٨ء)

مقالات ومضامین مع سال تحریر

(١) معراج جسمانی اور رویت باری (١٤٠٥ھ / ١٩٨٥ء) (٢) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق عظیمہ (١٤١٨ھ / ١٩٩٧ء) (٣) عید میلادالنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ثبوت قرآن وحدیث کی روشنی میں (اردو،انگلش، ١٤١٩ھ / ١٩٩٨ء) (٤) چہل حدیث (اردو،انگلش) (٥) مسائل رمضان (١٤٠٦ھ / ١٩٨٦ء) (٦) مسائل عیدین (اردو،انگلش، ١٤١٨ھ / ١٩٩٨ء) (٧) شب برأت (اردو،انگلش، ١٤١٩ھ / ١٩٩٨ء) (٨)

حضرت سیدنا غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور گیارہویں شریف (اردو، انگلش، ۱۴۱۹ھ / ۱۹۹۸ء)(۹) اعلیٰ حضرت سیدی امام احمد رضا قادری محدث بریلوی علیہ الرحمہ (۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶ء)(۱۰) شاہ علی احمد بھیروی علیہ الرحمہ (۱۴۰۴ھ / ۱۹۸۴ء)(۱۱) حالات مفتی اعظم علیہ الرحمہ (۱۴۰۲ھ / ۱۲/ نومبر ۱۹۸۱ء)(۱۲) مرشد حافظ ملت علیہ الرحمہ (۱۳۹۸ھ/ ۱۹۷۸ء)(۱۳) حافظ ملت (علیہ الرحمہ) کی سیاسی بصیرت (۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۷ء) (۱۴) مجاہد ملت (علیہ الرحمہ) کا سیاسی تدبر (۱۴۰۴ھ / ۱۹۸۴ء)(۱۵) تعارف وانٹر یو مفتی اعظم سکھر، مولانا محمد حسین علیہ الرحمہ (۱۴۱۶ھ/ ۱۹۹۵ء)(۱۶) حالات صدر العلما (۱۴۴۱ھ ۲۰۲۰ء)(۱۷) تعارف وانٹر یو خطیب اعظم علامہ قمر الزماں اعظمی (۱۴۱۸ھ/ ۱۹۹۷ء) (۱۸) لوساکا، افریقہ کا قبرستان (۱۴۱۶ھ/ ۱۹۹۵ء)(۱۹) برکات اولیا (۱۴۴۱ھ ۲۰۲۰ء) (۲۰) دستور ہند میں اقلیتوں کے حقوق (۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶ء) (۲۱) اسلامی جنتری (۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶ء) (۲۲) مدینۃ العلوم بنارس کا ماضی اور حال (۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶ء (۲۳) تربیت اولاد (۱۴۲۰ھ/ ۱۹۹۹ء) (۲۴) تعارف اور خدمات، اسلامک اکیڈمی آف امریکا (ماضی، حال اور مستقبل، ۱۴۲۶ھ/ ۲۰۰۵ء) (۲۵) سمت قبلہ وغیرہ (۱۴۱۸ھ / ۱۹۹۸ء)(۲۶) اذان و اقامت اوران کے آداب (اردو، انگلش، ۱۴۲۳ھ / ۲۰۰۲ء)

برائے طلبہ و طالبات

(۱) منتخب قرآنی آیات اور سورتیں برائے حفظ (۲) اسلامی اخلاق و آداب (اردو، انگلش (۳) نماز کی دعائیں (۴) منتخب احادیث برائے حفظ (۵) روزمرہ کی دعائیں (۶) کلمے اور درود واستغفار (۷) نصاب تعلیم مدرسہ عربیہ مدینۃ العلوم بنارس (۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶ء)(۸) نصاب تعلیم دارالعلوم عزیزیہ، ٹیکساس، یو ایس اے (۱۴۳۶ھ ۲۰۱۵ء)

اسلامک اکیڈمی، بنارس کے زیر اہتمام شائع ہونے والی کتابیں

(۱) بندوں کے حقوق، یعنی، اعجب الامداد فی مکفرات حقوق العباد، ۱۳۱۰ھ:

عجب ترین امداد، بندوں کے حقوق کا کفارہ بننے والی چیزوں کے بارے میں
از اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری، محدث بریلوی علیہ الرحمہ

بندوں کے حقوق کے موضوع پر ایک جامع رسالہ ہے، جس میں قرآن وحدیث کی روشنی میں حقوق العباد کی اہمیت، بڑے دل نشین پیرائے میں بیان کی گئی ہے، دلائل میں کثرت سے احادیث کریمہ پیش کی گئی ہیں۔ صفحات: ۱۵

(۲) اسلامی معاشرت: از حضرت مفتی رضوان الرحمٰن فاروقی علیہ الرحمہ

ماں باپ، آل اولاد، میاں بیوی، بہن بھائی، دوست احباب، پڑوس محلہ اور شہر کے لوگوں کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے، ملنے جلنے اور مناسب تعلقات قائم رکھنے کے سلسلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کو جو پاکیزہ تعلیم دی ہے، اسی کو مختصر طور پر اس رسالہ میں بیان کیا گیا ہے۔ صفحات: ۴۰

(۳) فضل العلم والعلما: از حضرت مولانا نقی علی خاں محقق بریلوی علیہ الرحمہ

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری علیہ الرحمہ کے والد ماجد کی تصنیف ہے، جس میں علم دین اور علماے دین کی فضیلت پر قرآنی آیات واحادیث نبویہ مذکور ہیں اور حضرت علامہ محمد احمد مصباحی دام ظلہ کے قلم سے طالبان علوم نبویہ سے چند باتیں۔ آداب معلم ومتعلم کے عنوانات پر گراں قدر مضامین کے اضافہ نے اس تصنیف میں چار چاند لگا دیے ہیں۔ اس کا مطالعہ ہر مسلم طلبہ وطالبات کے لیے بہت مفید ہے۔ صفحات ۴۸

(۴) تعریفات نحو: از حضرت مولانا عبد الحکیم صاحب شرف قادری علیہ الرحمہ

طلبۂ مدارس کے لیے اصطلاحات نحویہ کی تعریفات وامثال پر مشتمل، قیمتی، گراں قدر رسالہ ہے جو ابتدائی نحو بالخصوص نحو میر پڑھنے والے طلبہ کے لیے نہایت مفید وکار آمد ہے۔ اس کتاب کا ازبر کرنا، مسائل نحو سمجھنے اور ذہن نشین رکھنے میں بہت مفید ہے۔ صفحات ۳۲

(۵) خلاصہ شریعت: از حضرت مولانا مفتی سید محمد فاروق صاحب مدظلہ العالی

فقہی مسائل کے جمیع ابواب پر شامل ایک عربی کتاب الخلاصة البهيه فی مذهب الحنفيه کا سلیس اردو زبان میں ترجمہ ہے جو ایک طالب علم سے لے کر فارغ التحصیل طلبہ تک اور اردو داں عوام وخواص سبھی کے لیے مفید ہے۔ صفحات ۱۵۶

(۶) دل کی آشنائی:

علامہ ارشدالقادری علیہ الرحمہ کا گراں قدر عبرت آموز ایک مختصر سا رسالہ ہے جو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری علیہ الرحمہ کا بے پناہ عشق رسول ﷺ اور آپ کی آل سے محبت کی عکاسی کر رہا ہے۔ اس کتاب میں "امام اہل سنت کے تعارف" کے ساتھ ساتھ ایک واقعہ، عشق ومحبت کا ملاحظہ فرمائیں گے۔ اس کتاب کو خود پڑھیں دوسروں تک پہنچائیں۔ صفحات ۱۶

(۷) حالات کامل علیہ الرحمہ (ولادت ۲۵ر محرم ۱۲۳۶ھ، وصال ۷ر جمادی الآخرہ ۱۳۲۲ھ،) احمد القادری مصباحی

یہ کتاب ولی کامل، حضرت علامہ محمد کامل نعمانی، ولید پوری، علیہ الرحمہ کی حیات وحالات وکرامات ونصائح، دعاومناجات پر مشتمل ہے۔ جس کا مطالعہ تمام مسلمانوں کے لیے مفید ہے خصوصاً سلسلۂ کاملیہ کے لیے نعمت غیر مترقبہ ہے۔ مدرسہ کاملیہ ولید پور آپ ہی کے نام سے منسوب ہے۔ صفحات: ۳۲

(۸) احکام قربانی وعقیقہ: احمد القادری مصباحی

یہ نہایت قیمتی مختصر رسالہ ہے جس میں قربانی سے متعلق گیارہ احادیث نبویہ، چھتیس مسائل فقہیہ اور عقیقہ سے متعلق چھ حدیثیں اور بارہ فقہی مسائل، سلیس اردو زبان میں بیان کیے گئے۔ اور ان کی دعائیں بھی لکھی گئی ہیں، مالک نصاب وغیرہ کے تعلق سے قیمتی تحقیقات پیش کی گئی ہیں، مقدار نصاب کے، امریکن اور انٹرنیشنل، جدید پیمانے بھی لکھ دیے گئے ہیں، قربانی وعقیقہ کرنے والوں کے لیے اس کتاب کا مطالعہ مفید وکار آمد اور بہت نفع بخش ثابت ہوگا۔ صفحات: ۱۶

(۹) ثبوت ایصال ثواب وطریقۂ فاتحہ:

رفیق گرامی حضرت علامہ مفتی احمد القادری فاضل اشرفیہ مبارک پور کی ایک عام فہم تالیف ہے جس میں آپ نے قرآن کریم واحادیث مبارکہ وآثار صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے ایصال ثواب کا ثبوت فراہم کیا ہے اور آخر کتاب میں طریقۂ فاتحہ، مزارات بزرگان دین پر فاتحہ کا طریقہ، نیز مجدد اعظم امام احمد رضا قادری محدث بریلوی علیہ الرحمہ کا ایک قیمتی فتویٰ شامل ہے، جس سے قبر بوسی اور اس کے لیے سجدہ وطواف سے متعلق آپ کا عمدہ موقف اور ادب واحترام واضح ہوتا ہے۔ مناجات وسلام، ایصال ثواب کے جائز عمدہ طریقے چند مروجہ بری رسمیں درج ہیں۔ صفحات: ۱۶

(۱۰) حالات بنارس: احمد القادری مصباحی

بنارس کی تاریخ اس کے چند نام اور اس کی وجہ تسمیہ، ہندوستان اور بنارس میں اسلام کی آمد چند بزرگان دین اور تاریخی مقامات کے تذکرے ہیں نیز اخیر میں حضرت مولانا سید محمد فاروق صاحب کے قلم سے، حضرت بابا قاسم سلیمانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مختصر تذکرہ شامل ہے۔ صفحات ۱۶

اسلامی اکیڈمی کے قیام کی تاریخ

۳۳سال پرانی تحریر جو اسلامی اکیڈمی کی پہلی مطبوعہ کتاب، اسلامی معاشرت اور بندوں کے حقوق کے ساتھ شائع ہوئی تھی

اسلامی اکیڈمی بنارس

بنارس میں اسلامی عقائد و نظریات کی نشر و اشاعت کا مرکز

بتاریخ ۲۳ ربیع الآخر ۱۴۰۹ھ مطابق ۴ دسمبر ۱۹۸۸ء بروز یکشنبہ، بعد نمازِ عصر، وہ مبارک و مسعود ساعت ہے جس وقت عزیز ملت، حضرت مولانا عبدالحفیظ صاحب قبلہ (دامت برکاتہم العالیہ) سربراہ اعلیٰ، الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور، کے دست مبارک سے اس اکیڈمی کا افتتاح ہوا۔ حضرت موصوف کی دعائیں اس کی ترقی کی ضامن ہیں۔

زمانۂ طالب علمی ہی سے مجھے ہمیشہ اس بات کا احساس رہا کہ ہمارا ماضی تو بڑا تابناک ہے، ہم ہر طرح کے علمی ہتھیاروں سے مسلح ہوکر باطل کے ساتھ نبرد آزمائی میں کامیاب رہے۔ مگر ہمارا حال افسوس ناک ہے، ہم ہر میدان میں پیچھے ہوتے دکھائی دے رہے ہیں، خصوصاً نشر و اشاعت کے میدان میں تقریباً ایک صدی پیچھے ہیں، حتا کہ وہ تصنیفات جو ہمارے حال کے اسلاف حضرت سیدنا امام احمد رضا قادری محدث بریلوی قدس سرہ اور حضرت صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی قدس سرہ، وغیرہما نے چھوڑیں ہیں اپنے خستہ اور ضائع ہوجانے کا شکوہ کررہی ہیں مگر خوابیدہ قوم نیند کی غفلت اور آرام و سکون چھوڑنے کے لیے تیار نہیں۔ فیض العلوم میں تعلیم کے دوران (۱۹۷۹ میں) ہم نے مجلس اشاعت (طلبۂ فیض العلوم) کے قیام کی کوشش کی، بحمدہٖ تعالیٰ یہ کوشش کام یاب رہی، اور اب تک ۱۶ رسائل اس کی جانب سے شائع ہوچکے ہیں، پھر چریا کوٹ کے زمانہ تدریس (۱۹۸۳) میں بزم اشاعت (طلبۂ دار العلوم قادریہ) کا قیام عمل میں آیا، اس کی جانب سے بھی ۳ رسائل شائع ہوچکے ہیں، پھر دسمبر ۱۹۸۵ء میں بنارس آنے کے بعد مجلس علمی (طلبۂ مدینۃ العلوم) کے نام سے نشر و اشاعت کے لیے ایک انجمن کا قیام عمل میں آیا، مگر اس میں خاطر خواہ کامیابی حاصل نہ ہوئی، آخر کار خدا پر اعتماد کرتے ہوئے اس بار کو حتی المقدور اٹھانے کی ہمت باندھی۔ میرے رفیق درس حضرت مولانا سید محمد فاروق صاحب رضوی الہ آبادی (حفظہ اللہ تعالی) نے شرکت و تعاون کی پیش کش سے بھرپور حوصلہ افزائی فرمائی۔ اس اکیڈمی کے سرپرست، مخزن علم و ادب، حضرت علامہ محمد احمد صاحب مصباحی (دامت برکاتہم العالیہ) استاذ، الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور، (اعظم گڑھ، یوپی)

کے نقش قدم، استقلال اور دعاؤں نے ہمارے ڈگماتے قدموں کو آگے بڑھایا۔

الحمدللہ! اب اکیڈمی اپنی اشاعت کی ابتدا حضرت سیدنا امام احمد رضا قادری، محدث بریلوی (قدس سرہ) کی تصنیف لطیف (بندوں کے حقوق، یعنی، اعجب الامداد فی مکفرات حقوق العباد، ۱۳۱۰ھ) سے کر رہی ہے۔خداوند کریم ہماری اس سعی کو قبول فرمائے اور مزید نشر و اشاعت کی توفیق رفیق عطا فرمائے۔

آمین، بجاہ حبیبہ سید المرسلین، علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والتسلیم۔

احمد القادری مصباحی

۲۴ر جمادی الآخرہ ۱۴۰۹ھ

۲ر فروری ۱۹۸۹ء روز پنجشنبہ